(قسط ۲۳)

ہندوتہذیب اور مسلمان

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

کھیل، تماشے اور دیگر تفریحی مشاغل

ہندوستانی مسلمانوں کے کھیلوں، تماشوں اور دیگر تفریحی مشغلوں کے تفصیلی ذکر سے پہلے یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہر ملک کے کھیلوں، تماشوں، تفریحی مشاغل اور لوگوں کے کردار کا وہاں کی جغرافیائی اور اقتصادی حالات سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہ دونوں باتیں اس ملک کے باشندوں کے کھیلوں اور تماشوں کو متعین کرتی ہیں۔ مثلاً ریگستانی یا صحرائی سرزمین پر گلی ڈنڈا کھیلا جانا اگرچہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس لیے ایسے ملکوں میں اس کھیل کی نشان دہی مشکل سے ہوتی ہے۔ اسی طرح جن ملکوں میں ہمہ وقت برف پڑتی رہتی ہو یا بے حد بارش ہوتی ہو، وہاں پتنگ بازی کا شغل ناممکن ہے۔ لہذا ہندوستانی مسلمانوں کے کھیلوں، تماشوں اور تفریحی مشاغل کا جائزہ لینے سے قبل ہمیں ان ممالک کے کھیل، تماشوں کا مجملاً جائزہ لے لینا چاہیئے، جن ملکوں سے مسلمان ہندوستان آئے تھے یا ہندوستان آنے سے قبل جن ملکوں سے ان کا گہرا ربط وضبط، اختلاط وانضمام رہا تھا۔ اور انھوں نے وہاں کے اثرات قبول کیے تھے۔

جغرافیائی اعتبار سے جزیرہ نمائے عرب ایک نہایت ہی مصائب انگیز ملک ہے۔ یہاں کی آب وہوا بالکل خشک اور زمین شور ہے ملک کے پورے طول وعرض میں کوئی دریا ایسا نہیں پایا جاتا جو برس کے بارہ مہینے بہتا ہوا سمندر میں جا ملتا ہو۔ دریاؤں کی جگہ جزیرہ نمائے عرب میں پہاڑی نالوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ سواحلِ عرب کی ہلال نما شاداب وسرسبز زمین پر کئی حکومتیں قائم ہوئیں

اور فنا ہوگئیں مگر اس بے آب وگیاہ ریگستان کے باشندے، بدویوں کی زندگی میں آج تک کوئی نمایاں فرق نہیں آیا۔ اس وجہ سے اس ریگستان پر بدوی اونٹ، کھجور اور ریت کا راج ہے۔ بقول پروفیسر فلپ۔ کے۔ حتّی "سخت کوشی، محکم گیری اور قوتِ تحمل کی بدولت ہی خانہ بدوش بدوی ریگستان میں جی رہا ہے جہاں کوئی چیز پنپ نہیں سکتی، انفرادیت بدوی رگ وپے میں اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے کہ سماج کے اعتبار سے وہ کبھی ذی شعور مخلوق نہ بن سکا۔ مفادِ عامہ کے بارے میں اس کے پُرخلوص تصورات اپنے قبیلے کی حدوں سے کبھی آگے نہیں بڑھے، نظم وضبط اور حاکم وحکومت کے احترام کے لیے اس کے تصورات میں کوئی جگہ نہیں[1]"

اقتصادی اعتبار سے بدوزبوں حال تھے۔ ریگستانی وطن کی وجہ سے بدوی گلہ بانی کرتے تھے، خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے، اونٹ بدوی کا کفیل، نقل وحمل کا وسیلہ تھا۔ چونکہ عربستان اونٹ کی افزائش نسل کا اہم ترین مرکز ہے، اس لیے اونٹ کی تجارت اور اس سے متعلق صنعتیں اس ملک کی آمدنی کا اہم ترین ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں عرب گھوڑے کی بھی تجارت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عربوں کی اقتصادی بدحالی نے لوٹ مار کو قومی شعار کا درجہ دیدیا تھا۔ اور یہ لوٹ مار بدویوں کی گلہ بانی کی معاشی بنیاد ہے۔ اس لیے عربوں کی اقتصادی بدحالی کا اثر ان کی سماجی زندگی، عادات واطوار، کردار، اور تفریحی مشاغل پر بھی پڑتا تھا۔ ان کی زندگی چونکہ معاشی تگ ودو میں گزرتی تھی، لہٰذا ان کے پاس اتنا وقت کہاں تھا کہ وہ کھیل تماشوں میں دلچسپی لیتے۔

عربوں کی سماجی زندگی پر کام کرنے والے طالب علموں کو اسی وجہ سے بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ عرب مورخوں نے اپنی پوری توجہ اور زورِ قلم، خلفاء کے حالات ومعاملات کی تفصیلات، خانوادوں اور جھوٹے مدعیوں کے عروج وزوال کی خونچکاں اور ہولناک داستانوں، لشکر کے

---

[1] پروفیسر فلپ۔ کے۔ حتّی۔ عرب اور اسلام (اردو ترجمہ، پروفیسر سید مبارز الدین، رفعت، ۱۹۵۹ء) ص ۱۶ ناشر ندوۃ المصنفین دہلی

امیروں، اور سیاسی اعتبار سے اس زمانے کی مقتدر ذی شان شخصیتوں کی کامرانیوں اور تلخ کامیوں کی روداد بیان کرنے میں اس حد تک مرکوز کر رکھی ہے کہ ہمیں اس زمانے کے عوام کی معاشرتی اور معاشی زندگی کی کوئی واضح تصویر نہیں ملتی۔ تاہم اِکّا دُکّا ضمنی عبارتوں، ادبی ماخذوں اور آج کل کے کم تغیر پذیر اسلامی مشرق کی روزمرہ کی زندگی اور تفریحی مشاغل کے حقائق کی بنیاد پر ان کی معاشی زندگی کا اجمالی خاکہ بآسانی مرتب کیا جا سکتا ہے۔

پروفیسر حتّی کا خیال ہے کہ فنون لطیفہ کی طرح عربوں کے "کھیل اور تفریحی اسپورٹس (میں) بھی سامی تمدن سے کہیں زیادہ ہندو۔ یورپی تمدن کی نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ کھیل کود سے جسمانی تکان ہوتی ہے اور جسمانی تکان سے محفوظ ہونے کو عرب کا شاعرانہ مزاج ایک مہمل سی بات سمجھتا ہے۔ وہ دن کی روشنی کی گرمی میں سنجیدہ کاموں کو ترجیح دیتا ہے[۱]۔"

اس کے باوجود میدانی کھیلوں کی فہرست میں تیر اندازی، چوگاں، گیند بازی، صالجان[۲]، شمشیر زنی، نیزہ بازی، گھوڑ دوڑ اور سب سے بڑھ کر شکار کے نام ملتے ہیں۔

اس زمانے کی کتابوں میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ اس عہد میں کسی شخص کو ہر دل عزیز بننے یا کسی امیر یا خلیفہ کی قربت حاصل کرنے کے لئے اور اوصاف کے علاوہ تیر اندازی، شکار، گیند اندازی اور شطرنج بازی میں بھی دستگاہ پیدا کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ شکار، جال اندازی اور شاہین بازی پر عربی زبان میں اچھی خاصی تعداد سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عربوں کو اس قسم کے مشغلوں سے گہری دلچسپی تھی۔ مگر یہ بات بھی ذہن میں رکھنا لازمی ہے کہ شاہین بازی اور بازنوازی عربوں نے ایرانیوں سے سیکھی تھی[۳]۔

۱۔ حتی۔ عرب اور اسلام، ص ۱۲۱

۲۔ ایک طرح کی ہاکی یا کرکٹ قسم کا کھیل۔

۳۔ عرب اور اسلام، ص ۱۲۱ – ۱۲۲

اس پس منظر میں ہمیں ہندوستانی مسلمانوں کے کھیل، تماشوں اور تفریحی مشاغل کا مطالعہ کرنا ہے۔ ہندوستان جغرافیائی لحاظ سے ایک سرد و گرم ملک ہے۔ یہاں بڑی بڑی ندیوں کی بھرمار ہے، لہذا زمین زرخیز ہے۔ اس لئے یہاں کے باشندے اقتصادی اعتبار سے متمول تھے۔ معاشی حالت اچھی تھی۔ کاشتکاری اہم پیشہ تھا۔ اس وجہ سے کھیتوں کو بو دینے کے بعد ان کے پاس اتنا وقت بچ رہتا تھا کہ وہ دوسرے مشاغل میں بھی دلچسپی لے سکیں۔ موجودہ زمانے میں بھی ہندوستان کے دیہاتوں میں شادی بیاہ اپریل، مئی، جون اور جولائی کے مہینوں میں ہوتے ہیں کیوں کہ فصل کٹنے کے بعد، اور غلہ تیار کر لینے کے بعد اور بارش شروع ہونے سے پہلے درمیانی وقفے میں ان کے پاس کافی وقت ہوتا ہے لہذا وہ لوگ اس زمانے میں شادی بیاہ کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ شادی بیاہ کی تیاری میں کافی وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ برات وغیرہ بھی تفریح کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ کیونکہ برات میں رقص اور سرود کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

جب مسلمان ہندوستان آئے تو ابتدائی زمانے میں انھیں اس ملک میں اپنے قدم جمانے میں کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن بعد میں جب وہ اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے اور جنگوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تو ان کے پاس اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے کے بعد کافی وقت بچ رہتا تھا۔ لہذا اس وقت کو کاٹنے کے لیے انھوں نے تفریحی مشاغل کی طرف توجہ کی۔ کچھ تفریحی مشاغل تو وہ اپنے ساتھ لائے تھے، لیکن انھوں نے یہاں کے بھی کچھ کھیل، تماشے اپنی تفریحات کے لیے اپنا لیے۔ اس موقع پر ہم صرف ان تفریحی مشاغل کا مجملاً ذکر کریں گے جو خالصتاً ہندوستانی تھے اور مسلمانوں نے اپنا لیے تھے۔ ان کے فارسی یا عربی نام دے کر یا کچھ ضمنی تغیرات کر کے اُنھیں اسلامی بنا دیا تھا۔

پتنگ بازی

لغوی اعتبار سے "پتنگ" لفظ سنسکرت ہے اور اصطلاحاً اڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً چڑیا، یا دیگر اڑنے والے پرند، مگر سنسکرت میں اس لفظ کے دوسرے معنی بھی ہیں۔ مثلاً سورج، ٹڈی، مدھ مکھی، پروانہ، بھنگا، پتنگا، ایک قسم کا دھان، ایک قسم کا چندن، گیند، ناؤ، چنگاری، شعلہ، جینیوں کے ایک دیوتا کا نام، پتنگ ایک بڑے قسم کے درخت کو بھی

کہتے ہیں جو مدھیہ پردیش اور کرناٹک میں کثرت سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہوا میں اڑنے والے مشہور کھلونے کو بھی تپنگ کہتے ہیں جو ڈوری کے سہارے آسمان پر اڑایا جاتا ہے۔ جس کو عام طور پر گڈّی یا کنکوا بھی کہتے ہیں۔ اس لفظ سے کئی محاورے بھی اختراع کیے گئے ہیں، جیسے تپنگ کاٹنا، تپنگ بڑھانا وغیرہ۔

مسلمانوں نے 'تپنگ' میں لفظ 'بازی' کا اضافہ کر کے 'تپنگ بازی' بنالیا۔ علاوہ ازیں فارسی میں اس کو 'کاغذ باز' یا 'کاغذ ہوائی' بھی کہتے ہیں۔ لغات فارسی میں 'تپنگ' کا لفظ نہیں ملتا اور 'کاغذِ باد' کے تحت 'تپنگ بازی' کا ذکر ملتا ہے۔

'تپنگ بازی' خالص ہندوستانی مشغلہ تھا لیکن یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ ہندستان میں اس کی ابتدا کب ہوئی؟ اور کیونکر ہوئی؟ مگر قیاس چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے ہندوستان میں ورود سے قبل اس کا رواج اس ملک میں پایا جاتا تھا[۱]۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے ابتدائی زمانے میں مسلمانوں میں تپنگ بازی کے رواج کی مثالیں نہیں ملتی ہیں کیونکہ اس عہد کے مورخوں نے مسلمانوں کی سماجی زندگی پر بہت کم روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے اپنا زورِ قلم سلاطین اور امراء کی سماجی زندگی، لہو و لعب، فتوحات اور جنگوں کے بیان میں صرف کیا ہے جس میں عوام کی زندگی کی عکاسی کے لیے گنجائش نہ تھی مگر عہد مغلیہ اور اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے مؤرخین نے مسلمانوں کی سماجی زندگی پر اچھی خاصی روشنی ڈالی ہے اور اس عہد کے فارسی اور اردو دونوں میں سماجی زندگی کی عکاسی ملتی ہے۔ مختصر یہ کہ عہد مغلیہ میں مسلمانوں میں تپنگ بازی کا عام رواج تھا[۲]۔ اس عہد کے عوام کو سیاسی تغیّرات

---

۱ A. Rashid : Society and Culture in Medieval India (Calcutta ; 1969) P. 101

۲ گذشتہ لکھنؤ۔ ص ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ عبدالحلیم شرر کا بیان غلط ہے کہ دہلی میں تپنگ بازی کا رواج شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں ہوا تھا۔ ص ۱۸۹۔

سے بالکل دلچسپی نہ تھی اور اگر کسی شہر پر بیرونی حملے کا خطرہ ہوتا تو یہ اثر چندروزہ ہوتا تھا۔ مابعدوہ اپنی سماجی زندگی اور تفریحی مشاغل میں پھر مگن ہو جاتے تھے۔

انندرام مخلص نے "کاغذباد" کے ضمن میں پتنگ بازی کی یوں تفصیل بیان کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

پتنگ" عبارتست از چیزے کہ اطفال از کاغذہای رنگا رنگ سازند و باریسمان نازک این را استحکام دادہ در ہوا سر دادند و سر ریسمان بدست شان باشد، بہندی چنگ و پتنگ آنرا نامند۔"

دہلی میں پتنگ بازی کے عام رواج کا ذکر کرتے ہوئے وہ رقمطراز ہے:

"در شاہ جہاں آباد .... این رواج تام دارد۔ ہر روز معشوقان صاحب جمال برلب بامہا برمی آیند واز رنگا رنگ کاغذباد پرواز دادہ آسمان دیگر در کمال رنگینی طرح می نمایند۔ براین اکتفا نکردہ دو کس کاغذبادہای بہم بحدِ تام قریب بیک دیگر آوردہ طرح جنگ می پزند وبنابر غالب آمدن یکے بر دیگرے منصوبہاے غریب می انگیزند[۱]۔"

دہلی میں اب بھی پتنگ بازی کا عام رواج ہے۔ پتنگ بازی کے مقابلے بھی ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ مقابلے لال قلعے کے سامنے کے میدان میں ہوتے ہیں۔ لوگ پیچ لڑانے میں طرح طرح کی جدتیں دکھاتے ہیں[۲]۔ اٹھارہویں صدی میں رات کے وقت ڈوریں میں باروت باندھ کر آتشبازی کا سماں پیدا کرتے تھے[۳]۔

---

[۱] مراۃ الاصلاح ص ۱۷۹ اب، نیز ملاحظہ ہو، چمستان (انندرام مخلص) ص ۲۶ ب

[۲] مغلیہ خاندان کے مرزا چپاتی بہت کہنہ مشق تپنگ باز تھے۔ "دلی کی تپنگ بازی" کے لیے ملاحظہ ہو۔ مرحوم دلی کی ایک جھلک، مرتبہ شمیم احمد دہلی، ص ۱۰۷-۱۱۵۔ بیدار بخت بن شاہ عالم بازار میں جاکر تپنگ اڑاتا تھا۔

[۳] سفرنامہ۔ انندرام مخلص۔ ص ۵۴ فٹ نوٹ [۱] انسان نما تپنگ بھی بنائے جاتے تھے۔ گذشتہ لکھنؤ، ص ۱۹۰

دلی ہی میں نہیں بلکہ سارے شمالی ہندوستان میں پتنگ بازی سے لوگوں کو بڑی دلچسپی تھی۔ لکھنؤ میں پتنگ بازی کے بارے میں اہلیہ میر حسن علی کا بیان دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عمر اور سن کے لوگ پتنگ بازی سے بے حد شغف رکھتے تھے۔ وہ لکھتی ہیں :

"یہاں کے باشندوں میں ہر عمر کے لوگ پتنگ بازی کا شغل کرتے ہیں، میں نے سن رسیدہ لوگوں تک کو بھی اس تفریح میں منہمک دیکھا ہے جو کھیل صرف بچوں کو زیب دیتا ہے۔ اور ان لوگوں کو اس بات کا ذرا سا بھی احساس نہیں ہوتا تھا کہ وہ اپنا قیمتی وقت اس طرح ضائع کر رہے ہیں۔ مکانات کی چھتوں سے پتنگوں کو ہوا میں اڑایا جاتا تھا۔ جہاں لوگ بالعموم سورج کے غروب ہونے کے وقت جا بیٹھتے تھے۔ پتنگ لڑانے میں انھیں بے حد حظ حاصل ہوتا تھا۔ پتنگ لڑانے کا طریقہ یہ تھا۔ ایک شخص اپنے ہمسایے سے مانجھے کی ڈور سے پتنگ لڑاتا تھا۔ مانجھا اس طرح بنایا جاتا تھا کہ کانچ باریک پیس کر لیٹی میں ملا کر ڈور سونتتے تھے۔ ہوا کے زور سے پتنگیں ہوا میں ایک دوسرے کے قریب لائی جاتی تھیں اور اوپر والی ڈور کی رگڑ سے جب نیچے والی ڈور کٹ جاتی، تو پتنگ کٹ جاتا تھا۔ لڑکے اور گلیوں میں کھڑے تماشہ بین اس منظر سے بے حد لطف اندوز ہوتے تھے۔ وہ لوگ شور و غل کرتے ہوئے اس کٹی پتنگ کو لوٹنے کے لیے دوڑتے تھے کہ جیسے وہ کٹی پتنگ کوئی انمول عطیہ ہو۔ لیکن پتنگ لوٹنے والوں کی کثرت، ان میں آپسی مقابلے اور ہر ایک کی اس پر قابض ہونے کی کوشش کی وجہ سے بسا اوقات پتنگ کے پرزے پرزے ہو جاتے تھے۔ اپنی ڈور کو اوپر رکھنے کی کوشش میں ہر ایک گروہ بڑی دستگاہ کا مظاہرہ کرتا تھا جس کی بنا پر اپنے مدِ مقابل کی پتنگ کاٹنے کی اسے

مہارت حاصل ہو جاتی تھی[1]۔

دراصل پتنگ بازی کا شوق دہلی سے لکھنؤ پہونچا تھا۔ اور دہلی کے اجڑنے کے بعد پتنگ بازی کے بہت سے شوقین بھی وہاں پہونچ گئے تھے۔

پتنگ بازی کے قدیم نامی گرامی استاد لکھنؤ میں میر عدہ، خواجہ مٹھن، اور شیخ امداد تھے۔ ایک جولاہے نے بھی اس فن میں کمال حاصل کر لیا تھا جس کی وجہ سے امراء کی صحبتوں میں اس کی قدر بہت بڑھ گئی تھی[2]۔

(باقی)

---

[1] Oleservahions etc: PP 216—217

[2] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ گزشتہ لکھنؤ۔ ص ۱۸۸ — ۱۹۲

خلفائے راشدین
اور اہلِ بیت کرام کے باہمی تعلقات

اس کتاب میں خلفائے برحق اور اہل بیت کرام کے مخلصانہ تعلقات کی جھلک ایک خاص انداز میں دکھائی گئی ہے اور اس سلسلے میں بکھرے ہوئے جواہر پاروں کو اس خوبی سے یکجا کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کا مبارک دور نگاہوں میں گھوم جاتا ہے۔ مشہور و معروف عالم و محقق علامہ زمخشری کی "الموافقۃ بین اھل بیت والصحابۃ" کا صاف و سلیس ترجمہ ہے۔

مترجم: مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

صفحات ۱۴۸، قیمت مجلد ایک روپیہ پچھتر پیسے

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶